المملكة العربية السعودية
الرئاسة العامة
هيئة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر
وكالة التوعية والتوجيه

مدینہ منورہ کی زیارت کے شرعی آداب

إعداد:
مركز البحوث والدراسات بالرئاسة

اردو

مدینہ منورہ کی زیارت کے شرعی آداب

إعداد:
مركز البحوث والدراسات بالرناسة

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

الرئاسة العامة هيئة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر. مركز البحوث

دليل الزيارة الشرعية لقاصد المدينة المنورة/ الرئاسة العامة لهيئة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر. مركز البحوث. - الرياض، ١٤٣١هـ

٤٠ص: ١٢ × ١٧ سم

ردمك: ٩-١٩-٦٨٥-٩٩٦٠-٩٧٨

(النص باللغة الأوردية)

١ - زيارة المسجد النبوي أ. العنوان

ديوي ٢١٥،٢ ١٤٣١/٨٩٨١

رقم الإيداع : ١٤٣١/٨٩٨١

ردمك : ٩-١٩-٦٨٥-٩٩٦٠-٩٧٨

الطبعة الأولى

١٤٣١هـ - ٢٠١٠م

فہرست

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

«إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَ نَسْتَهْدِيهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ نَبِيَّنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا.» أَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو جن نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کے لیے کچھ زمانی و مکانی مشاعر متعین کر دیے ہیں، تاکہ ان میں وہ اپنے رب تعالیٰ کا تقرب حاصل کر کے قرب وثواب میں اضافہ کرلیں۔ مدینۃ الرسول ﷺ کو بھی یہ امتیازی شان حاصل ہے کہ اس میں چند ایسے مقامات ہیں جن کی زیارت مشروع ہے اور جن کی طرف جانا سیدنا حضرت محمد ﷺ کی اقتدا اور آپ کے اسوۂ حسنہ کے پیش نظر موجب قربت و طاعت ہے اور وہ مقامات مقدسہ یہ ہیں: مسجد نبوی، مسجد قباء، بقیع اور احد میں قبرستان شہداء۔

حرمین شریفین سعودی عرب کی نمائندہ تنظیم برائے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اعلیٰ سطحی کمیٹی حکومت کی طرف آپ کو اس مقدس و مبارک سرزمین پر خوش آمدید کہتی ہے۔ یہ وہ مقدس سرزمین ہے جس کے مبارک مقامات کی مومن تعظیم کرتے ہیں اور ان کے شرف و فضل کا اعتراف کرتے ہیں۔ ان مقاماتِ مقدسہ کی تعظیم کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ ان

مقامات کی زیارت کے وقت تعلیمات نبوی پر عمل کیا جائے، بدعات وخرافات سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے۔ محض کتاب وسنت اور آثار صحابہ پر اکتفا کیا جائے اور ان شعائر اسلام کی زیارت کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا مقصود ہو۔

حسب ذیل ترتیب سے ان مقدس مقامات کے مباحث کو آپ کی رہنمائی کے لیے پیش کیا جاتا ہے:

باب اول: مسجد نبوی (اس باب میں دو بحثیں شامل ہیں)

① مسجد نبوی کی فضیلت

② وہ مقامات جن پر مسجد نبوی کے اندر زائرین کو جانا چاہیے۔

باب دوم: مسجد قباء (اس باب میں دو بحثیں ہیں)

① مسجد قباء کی فضیلت

② مسجد قباء کی زیارت کی مشروعیت

باب سوم: بقیع الغرقد (اس باب میں تین بحثیں ہیں)

① بقیع الغرقد کی فضیلت

② بقیع الغرقد کی زیارت کی مشروعیت

③ بقیع الغرقد میں اصحاب قبور کے اسماء کی تحدید ممکن نہیں

باب چہارم: شہدائے احد (اس باب میں تین بحثیں ہیں)

① احد میں مدفون شہداء

② شہدائے احد کے قبرستان کی زیارت کی مشروعیت

③ خاتمۂ بحث

باب اول:

مسجد نبوی

مسجد نبوی کی فضیلت

مدینہ منورہ بلکہ ساری زمین ہی کو نبیِ رحمت حضرت محمد ﷺ کی وجہ سے شرف حاصل ہے، البتہ مدینہ منورہ کو قیامت تک کے لیے شرف حاصل ہے کہ نبیِ کریم حضرت محمد ﷺ نے یہاں اپنی مسجد تعمیر فرمائی، جو کعبہ مشرفہ کے بعد روئے زمین پر دوسرا سب سے بڑا باعظمت مقام ہے۔ آپ نے یہ مسجد اس لیے تعمیر فرمائی تا کہ یہ مومنوں کے لیے جائے پناہ، نیکی کا دروازہ، دو چند اجر و ثواب کے حصول، درجات کی بلندی اور گناہوں کے مٹانے کا مقام بن جائے۔

یہ مسجد ایسے فضائل اور خصوصیات سے نوازی گئی ہے کہ ان میں سے بعض مسجد حرام کے سوا اور کسی مسجد کو حاصل نہیں ہیں، مثلاً:

- اس مسجد کی زمین کو نبیِ اکرم ﷺ نے اپنے مال سے خریدا تھا اور اس کی تعمیر میں اپنے مبارک ہاتھوں سے شرکت فرمائی تھی، صلوات اللہ وسلامہ علیہ.
- یہ مسجد بھی اس ارشاد باری تعالیٰ کی مصداق ہے:

﴿لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى ٱلتَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ﴾

”البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، اس قابل ہے کہ اس میں جایا (اور نماز پڑھایا) کرو۔“[1]

---

[1] التوبۃ 9: 108.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میرے پاس سے عبدالرحمٰن بن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ نے اپنے والد گرامی سے اس مسجد کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے کیا سنا ہے، جس کی بنیاد تقویٰ پر استوار کی گئی تھی؟ انھوں نے جواب دیا کہ میرے والد نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ کی ازواج مطہرات میں سے بعض کے گھر میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دونوں مسجدوں میں سے وہ کون سی ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ انھوں نے کہا کہ آپ نے کنکریوں سے ایک مٹھی بھری، انھیں زمین پر دے مارا اور پھر فرمایا: ”وہ تمھاری یہ مسجد ہے، مسجد مدینہ۔“ انھوں نے کہا کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی آپ کے والد گرامی کو اس طرح بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ ①

- عبادت کے لیے جن تین مقامات ہی کی طرف شد رحال جائز ہے، نبیِ اکرم ﷺ نے ان میں سے دوسرا مقام اسے شمار کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى»

”صرف تین مساجد ہی کی طرف شدِ رحال کیا جائے: مسجد حرام، مسجد الرسول ﷺ اور مسجد اقصیٰ۔“ ②

عمر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ابو بصرہ غفاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی جب کہ وہ جبل طور کی طرف سے واپس

① صحيح مسلم، حديث: 1398. ② صحيح البخاري، حديث: 1189، صحيح مسلم، حديث: 1397.

آرہے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے جواب دیا: طور سے، میں نے وہاں نماز پڑھی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تمھارے وہاں جانے سے پہلے میری تم سے ملاقات ہوجاتی تو تم نہ جاتے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

«لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هٰذَا، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى»

"صرف تین مساجد ہی کی طرف شدِّ رحال کیا جائے۔ مسجد حرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔"[1]

لہٰذا کسی بھی مسلمان کے لیے یہ جائز ہی نہیں کہ وہ ان تین مساجد کے سوا عبادت کی غرض سے کسی اور معین خطۂ زمین کی طرف سفر کرے۔

- مسجد نبوی میں مسجد حرام کے سوا دیگر مساجد کی نسبت نماز ادا کرنے کا ثواب ایک ہزار گنا زیادہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ»

"میری اس مسجد میں نماز، مسجد حرام کے سوا دیگر مساجد میں (پڑھی گئی) ایک ہزار نماز سے بہتر ہے۔"[2]

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] مسند أحمد: 7/6، اس کی سند صحیح ہے۔ [2] صحيح البخاري، حديث: 1190، وصحيح مسلم، حديث: 1394.

«صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ صَلَاةٍ فِي هٰذَا»

''میری اس مسجد میں نماز، مسجد حرام کے سوا دیگر مساجد کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے اور مسجد حرام میں نماز اس مسجد کی ایک سو نماز سے افضل ہے۔''①

مسجد نبوی میں ایک نماز کا ایک ہزار نماز سے زیادہ اجروثواب صرف فرائض یا صرف نوافل کے ساتھ مقید نہیں بلکہ یہ اجروثواب فرائض اورنوافل سب نمازوں کے لیے ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مطلقاً ''صلاۃ'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ اس مسجد میں ایک فرض نماز کا ثواب ایک ہزار فرض نماز اور ایک نفل نماز کا ثواب ایک ہزار نفل نماز سے زیادہ ہے، پھر اجروثواب میں یہ اضافہ مسجد کے صرف اتنے حصے ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، جتنے حصے میں مسجد نبیِ کریم ﷺ کے زمانے میں تھی بلکہ یہ اجروثواب مسجد کے ان تمام حصوں میں نماز ادا کرنے سے بھی ملتا ہے جو بعد میں اس میں شامل کیے گئے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ خلفائے راشدین میں سے حضرات عمر و عثمان رضی اللہ عنہما نے مسجد میں اضافہ اس طرف کیا تھا جس طرف امام کھڑا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں امام بھی اور اس کے ساتھ والی صفیں بھی مسجد کے اس حصے سے باہر ہوں گی جو نبیِ کریم ﷺ کے زمانے میں تھا۔ اگر اس اضافہ شدہ حصے میں اس مسجد کے ساتھ مخصوص زائد اجروثواب نہ ملتا تو یہ دونوں خلفاء مسجد میں امام کی جہت سے اضافہ نہ کرتے، جب کہ ان کے وقت میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی کثیر تعداد میں موجود تھے اور ان میں سے کسی نے بھی ان کے اس فعل پر

① مسند أحمد: 5/4 امام نووی نے شرح صحیح مسلم: 164/9 میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

اعتراض نہیں کیا تھا۔ یہ گویا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اجر وثواب میں یہ اضافہ صرف اسی حصے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جس میں نبیِ کریم ﷺ کے زمانہ میں مسجد تھی۔ ①

* مسجد نبوی میں ایک ایسا ٹکڑا ہے جسے مسجد کے دیگر تمام حصوں پر فضیلت حاصل ہے اور وہ آپ ﷺ کے گھر اور منبر کے درمیان والا حصہ ہے، اس کے بارے میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

«مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي»

''میرے گھر اور میرے منبر کا حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔'' ②

اس حصے، یعنی ریاض الجنہ کی مسجد کے دیگر حصوں کے مقابلے میں صفت بیان کرنا، اس کی فضیلت اور نمایاں امتیاز کی دلیل ہے، لہٰذا اس حصے میں نوافل ادا کیے جائیں، اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور قرآن مجید کی تلاوت کی جائے بشرطیکہ ان اعمال کے بجا لاتے ہوئے یا ریاض الجنہ میں پہنچنے کے لیے کسی کو نقصان نہ پہنچایا جائے لیکن فرض نماز اگلی صفوں میں ادا کرنا افضل ہے کیونکہ نبیِ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

«لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا عَلَيْهِ»

''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور پہلی صف میں کس قدر اجر وثواب ہے اور اس کے لیے انھیں قرعہ اندازی کرنا پڑے تو وہ قرعہ اندازی سے اسے حاصل

① فضل المدينة و آداب سكناها، شيخ عبدالمحسن عباد، ص: 18، و مجموع الفتاوى: 146/26. ② صحيح البخاري، حديث: 1196، وصحيح مسلم، حديث: 1391.

کرنے کی کوشش کریں۔"①

- مسجد نبوی میں تعلیم و تعلم دیگر مقامات میں تعلیم و تعلم سے افضل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ دَخَلَ مَسْجِدَنَا هٰذَا يَتَعَلَّمُ خَيْراً أَوْ يُعَلِّمُهُ كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ مَنْ دَخَلَهُ لِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ كَالنَّاظِرِ إِلٰى مَالَيْسَ لَهُ»

"جو ہماری مسجد میں اس لیے داخل ہوا کہ خیر کو سیکھے یا اسے سکھائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے اور جو اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے داخل ہوا تو وہ اس چیز کی طرف دیکھنے والا ہے، جو اس کے لیے نہیں ہے۔"②

ایک اور روایت میں ہے جو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيدُ إِلَّا أَنْ يَتَعَلَّمَ خَيْراً أَوْ يُعَلِّمَهُ، كَانَ لَهُ كَأَجْرِ حَاجٍّ تَامًّا حَجَّتُهُ»

"جو شخص مسجد کی طرف گیا اور اس کا ارادہ خیر کو سیکھنے یا سکھانے ہی کا تھا، تو اسے اس حاجی جتنا ثواب ملے گا جس نے اپنے حج کو مکمل طور پر ادا کیا ہو۔"③

مسجد نبوی میں بحیثیت معلم یا متعلم جانے والے کے لیے اللہ عزوجل کی طرف سے یہ

---

① صحيح البخاري، حديث: 688,624,590، وصحيح مسلم، حديث: 437. ② مسند أحمد: 50/2، و سنن ابن ماجه، حديث: 227، والمستدرك للحاكم: 91/1، امام حاکم نے اسے صحیح اور شیخین کی شرط کے مطابق قرار دیا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی تائید کی ہے۔ ③ صحيح الترغيب والترهيب: 38/1.

عظیم الشان فضیلت اور بہت بڑا احسان ہے۔ یہ فضیلت ہر انسان کو اس مقصد سے مسجد نبوی میں جانے سے حاصل ہوگی، خواہ وہ بوقت صبح جائے یا شام۔ وَاللّٰهُ ذُوْفَضْلٍ عَظِيمٍ.

وہ مقامات جن پر مسجد نبوی کے اندر زائرین کو جانا چاہیے:

① روضۂ اقدس ② اس کی فضیلت

روضۂ اقدس کی فضیلت کے بارے میں کئی احادیث وارد ہیں جن میں ایک یہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي»

''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔''[1]

آپ کے اس فرمان کے مفہوم کے بارے میں درج ذیل مختلف اقوال مذکور ہیں:

① بعینہ اس مقام کو جنت میں منتقل کر دیا جائے گا۔

② یہاں کی گئی عبادت جنت میں پہنچا دے گی۔

③ یہ ایک تشبیہ ہے کہ یہ مقام جنت کے باغات میں سے ایک باغ کی طرح ہے کیونکہ اس میں بیٹھنے والے فرشتے اور مومن انس و جن کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور دیگر تمام عبادات ادا کرتے ہیں۔

④ یہ اہل علم و ایمان کے لیے ایک باغ ہے۔ کیونکہ مناظرِ جنت کے بارے میں ان کے دلوں میں ایمان اس طرح پختہ ہوجاتا ہے جیسے وہ انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے

① صحيح البخاري، حديث: 1196، وصحيح مسلم، حديث: 1391.

ہوں۔ [1]

روضۂ اقدس میں مشروع اعمال

روضۂ اقدس مسجد نبوی ہی کا جز ہے، یہ اس کا سب سے افضل حصہ ہے اور اس میں شرعاً وہ سارے نیک اعمال جائز ہیں جو ساری مسجد میں جائز ہیں، مثلاً: نماز، قراءت قرآن، ذکر الٰہی، تعلیم و تعلم، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور دیگر وہ سارے نیک اعمال جو مساجد میں جائز ہیں، البتہ یہاں دیگر مقامات کی نسبت نیک اعمال کی زیادہ فضیلت ہے کیونکہ یہ مسجد نبوی ہی کا ایک حصہ ہے اور مسجد نبوی کے بارے میں قبل ازیں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اس میں نماز کا ثواب دیگر مساجد میں نماز کے ثواب سے ایک ہزار گنا زیادہ ہے۔ البتہ مسجد نبوی میں پہلی صف میں فرض نماز ادا کرنے کا ثواب ریاض الجنہ میں نماز ادا کرنے سے زیادہ ہے کیونکہ بعض اہل علم سے یہ منقول ہے کہ فرض نماز پہلی صف میں ادا کرنا افضل ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی فرض نماز انفرادی طور پر یا نفل ادا کر رہا ہو تو اس کے لیے افضل یہ ہے کہ ریاض الجنہ میں نماز ادا کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو مسجد میں ادا کر لے اور اگر نماز باجماعت ہو تو اسے پہلی صف میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو جہاں ممکن ہو مسجد میں نماز ادا کرے۔ [2]

ریاض الجنہ کا کوئی حصہ کسی دوسرے حصے سے ممتاز نہیں ہے، سوائے اس کے کہ منبر کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

① ملاحظہ فرمائیں: تأويل مختلف الحديث لابن قتيبة: 121,120، والتمهيد لابن عبدالبر: 287/2، وشرح صحيح مسلم للنووي: 161/9، ومدارج السالكين لابن قيم: 249/3، وفتح الباري: 100/9. ② أضواء البيان: 567/8.

«مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي»

''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔''[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے روز قیامت منتقل کر کے حوض پر نصب کر دیا جائے گا۔ اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ منبر سے مراد بعینہ وہی منبر ہے جس پر کھڑے ہوکر آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ منبر سے مراد وہ حصہ ہے جو روز قیامت آپ کے لیے رکھا جائے گا، لیکن پہلی بات ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔[2] اس کی تائید حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں الفاظ یہ ہیں کہ ''میرا یہ منبر۔''

تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ منبر نبوی 654ھ میں یا اس سے پہلے ختم ہو گیا یا تو وہ عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے ختم ہو گیا یا اس آگ میں جل جانے کی وجہ سے جس نے 654ھ کے رمضان کی پہلی رات مسجد نبوی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔[3] اور آج جو منبر موجود ہے، یہ وہ نیا منبر ہے جسے سلطان مراد عثمانی کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔

موجودہ منبر کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا لمس حاصل نہیں ہے اور نہ آپ اس پر اپنے جسد مبارک کے ساتھ کبھی جلوہ افروز ہوئے تھے۔ یہ منبر تو دسویں صدی ہجری کے آخر کا بنا ہوا ہے، اسے کوئی ایسی خوبی حاصل نہیں، جو اسے ریاض الجنہ سے ممتاز کرتی ہو۔

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 1196، و صحيح مسلم، حديث: 1391. [2] فتح الباري: 100/4. [3] وفاء الوفاء: 152،151/2.

اس کے علاوہ دیگر اشیاء، مثلاً: ریاض الجنہ کے ستون اسطوانہ مخلقہ ، اسطوانہ توبہ، اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا، اسطوانہ وفود اور صفہ۔ یہ تمام ایسے مقامات ہیں جن کے کوئی مخصوص فضائل ثابت نہیں ہیں، لہٰذا بطور خاص ان کے پاس عبادت کا قصد کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ مسجد نبوی یا ریاض الجنہ ہی کا حصہ ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین رضی اللہ عنہما کی قبروں کی زیارت اور ان پر سلام کی کیفیت:

یاد رہے اسلام میں قبروں کی زیارت شرعی طور پر جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

«كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا»

''میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، چنانچہ (اب) ان کی زیارت کر لیا کرو۔''①

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل بقیع کی زیارت اور ان کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ جب بھی ان کی رات کی باری ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصے میں بقیع کی طرف تشریف لے جاتے اور یہ دعا فرماتے:

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَ أَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ»

''تم پر سلامتی ہو اے مومن لوگوں کے گھر میں رہنے والو! کل تمھارے پاس وہ آنے والا ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، تم جلدی آگئے ہو، ہم بھی ان شاء اللہ

① صحیح مسلم، حدیث: 2257.

تمھارے پیچھے آنے والے ہیں، اے اللہ! اہل بقیع الغرقد کو معاف فرما۔"[1]

جیسا کہ معلوم ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں وفات پائی تھی اور آپ وہاں مدفون ہیں جہاں آپ نے وفات پائی تھی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو آپ کو نبی کریم ﷺ کی قبر کے ساتھ میں دفن کیا گیا اور پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو آپ کو بھی اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔ جیسا کہ اہل علم نے ذکر کیا ہے نبی کریم ﷺ اور صاحبین کی قبروں کی ترتیب اس طرح ہے:

قبر نبی اکرم ﷺ

قبر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

قبر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

پہلے نبی اکرم ﷺ کی قبر ہے جو حجرۂ عائشہ کے جنوب مغربی جانب ہے، آپ کا چہرۂ اقدس قبلے کی جانب اور آپ اپنے دائیں پہلو پر استراحت فرما ہیں، آپ کا سر مبارک مغرب کی طرف اور دونوں قدم مشرق کی طرف ہیں، آپ کی قبر حجرے میں مغرب کی طرف ابھری ہوئی ہے۔ آپ کے پیچھے آپ کے کندھوں کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ آپ کا چہرہ بھی قبلہ رخ ہے، آپ کا چہرہ نبی اکرم ﷺ کی پشت مبارک کے پیچھے ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر ہے، آپ کا سر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کندھے کے پاس ہے، آپ کا چہرہ بھی قبلہ رخ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پشت کے پیچھے ہے۔

[1] صحیح مسلم، حدیث: 974.

جو شخص بھی مدینہ کی زیارت کرے، آپ ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کرے اور صاحبین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کرے۔ زیارت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ قبر مبارک کی طرف رخ کرتے ہوئے آئے اور یہ ایسی صورت میں ممکن ہے جب وہ مسجد میں امام والی طرف سے آئے، اس طرح قبلہ اس کی پشت کی طرف ہوگا۔ قبر مبارک کے پاس ادب واحترام سے کھڑا ہو جائے، آواز بلند نہ کرے اور سلام پیش کرتے ہوئے عرض کرے:

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ»

''اے اللہ کے رسول! آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی، اس کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔''

اور اگر یہ کہے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ یہ سب آپ ہی کی صفات ہیں:

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! يَاخِيرَةَ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهِ! يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ عَلٰى رَبِّهِ! يَا إِمَامَ الْمُتَّقِينَ! أَشْهَدُ أَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ، وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ»

''آپ پر سلام ہو اے اللہ کے رسول! اے اللہ کے نبی! اے اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر! اے اپنے رب کے ہاں تمام مخلوق سے معزز! اے پرہیز گاروں کے امام! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے پیغام پہنچا دیا، امانت کو ادا فرما دیا، امت کی ہمدردی و خیر خواہی کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں آپ نے اس طرح جہاد فرمایا جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔''[1]

---

[1] ان میں سے بعض مسائل کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے حج کے موضوع پر اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے، دیکھیں: مجموع الفتاوی: 154/26، نیز ملاحظہ فرمائیں: التحقيق والإيضاح، للشيخ ابن باز، ص: 90، ومجموع فتاوی و مقالات متنوعة، لشيخ ابن باز رحمہ اللہ 408/17۔

زیادہ دیر کھڑا نہ رہے، پھر دائیں طرف تھوڑا سا آگے بڑھے اور آپ کے ساتھی اور رفیق غار و ہجرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہوئے کہے:

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَابَكْرٍ! وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ، وَجَزَاكَ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا»

''اے ابوبکر! آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور حضرت محمد ﷺ کی امت کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔''

یا اس طرح کے کوئی دیگر الفاظ استعمال کرے، قیام کو طول نہ دے اور پھر تھوڑا سا دائیں طرف پھر جائے اور دوسرے خلیفۂ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرے، جنھیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ عزت بخشی اور جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو سربلندی عطا کی۔ سلام اس طرح عرض کرے:

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ! وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ، وَ جَزَاكَ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا»

''اے عمر بن خطاب! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، اس کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور آپ کو حضرت محمد ﷺ کی امت کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔''[1]

یا اس طرح کے کوئی دیگر الفاظ استعمال کرے، پھر لوٹ آئے۔

[1] صفة الحج، للشيخ ابن عثيمين، ص: 54.

مسلمان کے لیے زیادہ موزوں یہ ہے کہ وہ مسجد میں اس جگہ سے کسی دوسری زیادہ کشادہ جگہ پر چلا جائے تاکہ اسے حضور قلب اور خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کرنے کا موقع میسر آتا رہے کیونکہ مسجد میں کسی ایک جگہ کو دوسری پر امتیاز حاصل نہیں ہے۔

مبحث دوم

مسجد قباء

نبی اکرم ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں آپ قباء کی طرف سے تشریف لائے تھے، بنو عمرو بن عوف کے ہاں آپ نے قیام فرمایا اور یہ سوموار کا دن تھا۔ ①

مسجد قباء کی فضیلت

یہ پہلی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر استوار کی گئی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى ٱلتَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا۟ ۚ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُطَّهِّرِينَ ﴾

"البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، اس قابل ہے کہ اس میں جایا (اور نماز پڑھایا) کرو، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔" ②

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ آیت:

﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا۟ ﴾

"اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی ہے، فرمایا: وہ پانی سے استنجاء کرتے

---

① تاریخ طبری: 393/2. ② التوبۃ 9:108.

تھے، اس لیے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔'' ①

نبی کریم ﷺ کا ہر ہفتہ کے دن اس میں نماز کا معمول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر اور کبھی پیادہ مسجد قباء میں تشریف لاتے اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ ②

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ نبیِ کریم ﷺ ہر ہفتہ کے دن پیدل اور کبھی سوار ہو کر قباء میں تشریف لاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خود بھی اس طرح کیا کرتے تھے۔ ③

نماز کا ثواب عمرے کے برابر

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَصَلَّى فِيهِ صَلَاةً، كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عُمْرَةٍ»

''جس شخص نے اپنے گھر میں وضو کیا اور پھر مسجد قباء میں آ کر نماز ادا کی تو اسے عمرے کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔'' ④

---

① سنن أبي داود، حديث: 44، وجامع الترمذي، حديث: 3100، وسنن ابن ماجه، حديث: 357.
② صحيح البخاري، حديث: 1193، وصحيح مسلم: (516)-1399. ③ صحيح البخاري، حديث:1193، وصحيح مسلم، حديث:(520)-1399. ④ سنن النسائي، حديث: 699، وابن ماجه، حديث:1412، و مسند أحمد:487/3، والمستدرك للحاكم:12/3.

مسجد قباء کی زیارت مستحب ہے

مسلمان کے لیے مسجد قباء کی زیارت مستحب ہے، سابقہ احادیث سے مسلمان کے اپنے گھر سے وضو کر کے ہفتہ کے دن اس مسجد میں جا کر نماز ادا کرنے کی فضیلت ثابت ہے، اگر ہفتہ کے دن زیارت ممکن نہ ہو تو اس کے لیے شرعاً اس بات کی بھی اجازت ہے کہ اپنے حسب حال جس وقت چاہے زیارت کر لے۔

یہ احادیث مبارکہ اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ اس عظیم الشان مسجد میں حاصل ہونے والی یہ فضیلت فرض ونفل کی تفریق کے بغیر ہر نماز کے لیے ہے، البتہ فعلی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ دو نفل ہوتے تھے۔

نصوص شرعیہ میں اس مسجد میں نماز ادا کرنے کے سوا اور کسی عمل کا تذکرہ نہیں ہے، لہٰذا اس کے سوا تمام امور میں یہ دیگر مساجد ہی کی طرح ہے۔

مبحث سوم

بقیع الغرقد

بقیع ایک جگہ کا نام ہے، جس میں مختلف قسم کے درختوں کا جھنڈ تھا، اس وجہ سے اسے بقیع الغرقد کے نام سے موسوم کیا گیا۔ غرقد کانٹے دار ایک درخت ہے، جو یہاں اگتا تھا۔ وہ درخت تو ختم ہو گیا، البتہ اس جگہ کا ہمیشہ کے لیے یہ نام باقی رہ گیا۔ [1]

بقیع الغرقد رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر آج کے دن تک اہل مدینہ کا قبرستان ہے۔ [2]

بقیع الغرقد کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کی ان کے ہاں باری ہوتی تو آپ رات کے آخری حصے میں بقیع تشریف لے جاتے اور فرماتے:

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ، وَ أَتَاكُمْ مَّا تُوعَدُونَ غَدًا مُّؤَجَّلُونَ وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ»

”تم پر سلامتی ہو اے مومن لوگوں کے گھر میں رہنے والو! کل تمھارے پاس وہ آنے والا ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ تم جلد آ گئے ہو، ہم بھی ان شاء اللہ تمھارے پیچھے آنے والے ہیں، اے اللہ! اہل بقیع الغرقد کو معاف

---

① لسان العرب: 321/1. ② وفاء الوفاء: 1154/2، والمعالم المنيرة لمحمد شراب، ص: 52.

فرمایا۔''[1]

زیارت بقیع کی مشروعیت اور زائر کیا کہے؟

نبی کریم ﷺ کے فرمان:

«فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ»

''قبروں کی زیارت کیا کرو، یہ موت یاد دلاتی ہیں۔''[2]

کے پیش نظر قبروں کی زیارت ہر جگہ مستحب ہے اور جو شخص مدینہ میں ہو، اس کے لیے بقیع الغرقد کے قبرستان کی زیارت مستحب ہے۔

زیارت قبور کے بارے میں وارد احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اس سے مسلمان کو تین فوائد حاصل ہوتے ہیں:

① قبروں کے دیکھنے سے موت یاد آتی ہے تاکہ اس مقام پر آنے کے لیے مسلمان عمل صالح کے ساتھ تیاری کرلے، جیسا کہ قبروں کے بارے میں نبی ﷺ کے اس فرمان سے ظاہر ہے:

«فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ»

''پس ان کی زیارت کیا کرو۔ یہ آخرت یاد دلاتی ہیں۔''[3]

② یہ نبی اکرم ﷺ کی اقتدا ہے۔ قبروں کی زیارت سنت ہے، نبی اکرم ﷺ قبروں کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ زیارت قبور سے مسلمان نبی کریم ﷺ کی اقتدا کا اجروثواب اور آپ ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے کا اجروثواب بھی حاصل کرتے ہیں۔

---

① صحيح مسلم، حديث: 974. ② صحيح مسلم، حديث: 976. ③ جامع الترمذي، حديث: 1056، وسنن ابن ماجه، حديث: 1576، امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

③ مسلمان بھائیوں کے لیے دعا کے ذریعہ سے احسان کرنا۔ نبی اکرم ﷺ سے ثابت زیارت کے الفاظ، جو آپ نے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی سکھائے، فوت شدہ مسلمانوں کے لیے دعا پر مشتمل ہیں، دعا ان کے لیے نافع ہے اور اس سے ان شاء اللہ انھیں ضرور فائدہ پہنچتا ہے اور زائر اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے دعا اور ان کے ساتھ احسان کے ثواب سے مستفید ہوتا ہے، البتہ اس طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ زیارت قبور کی صرف مردوں کو اجازت ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ عورتوں کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ انھیں شرعاً اس کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«لَعَنَ اللّٰهُ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ»

''اللہ تعالیٰ قبروں کی کثرت سے زیارت کرنے والی عورتوں، ان پر مسجدیں بنانے اور چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائے۔''①

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ عورتوں میں صبر کی قلت اور بے صبری کی کثرت کے باعث ان کے لیے قبروں کی زیارت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

بقیع الغرقد میں اصحاب قبور کے اسماء کی تحدید ممکن نہیں

بقیع اہل مدینہ کا قبرستان ہے۔ اس میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، تابعین اور ان ائمہ کرام رحمہم اللہ کو اس میں دفن کیا گیا جن کی مدینہ منورہ میں وفات ہوئی تھی، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اس میں دس ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مدفون

① مسند أبي يعلى الموصلي: 10/314، و جامع الترمذي، حديث: 320. لیکن ترمذی میں «لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ......» کے الفاظ کے ساتھ ہے اور اس کے آخر میں امام ترمذی کا قول بھی نہیں ہے۔

ہیں۔[1]

یہ بھی معلوم ہے کہ شریعت نے اس بات کی ترغیب نہیں دی کہ قبروں کو نمایاں کیا جائے اور ان میں مدفون لوگوں کی پہچان کی حفاظت کی جائے، البتہ شریعت نے اس بات کو ضرور جائز قرار دیا ہے کہ قبر پر کوئی نشانی، مثلاً: پتھر وغیرہ رکھ دیا جائے جس سے وہ معلوم ہو سکے۔ شریعت نے قبر پر عمارت بنانے، اس پر لکھنے اور کتبہ وغیرہ لگانے سے منع کیا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ مذکورہ نشانی وغیرہ کچھ عرصہ بعد مٹ جائے گی کیونکہ قبر کی پہچان کے ساتھ شرعی امور متعلق نہیں ہیں، اس لیے بقیع میں بھی قبروں کے نشان مٹ گئے اور اب یقینی طور پر معلوم نہیں کہ کون سی قبر کس کی ہے۔

فیروز آبادی کہتے ہیں: ''...... بلاشک وشبہ یہ قبرستان سادات امت حضرات مہاجرین و انصار کے ایک جم غفیر کے ساتھ بھرا ہوا ہے۔ لیکن سلف صالح کی قبروں کی تعظیم میں مبالغہ اور انھیں پختہ بنانے سے اجتناب کی وجہ سے ان میں سے اکثر کے نشانات مٹ گئے ہیں، لہٰذا چند معدودا افراد کے سوا معین طور پر کسی قبر کی جگہ معلوم کرنا ممکن نہیں ہے۔''[2]

بعض مؤرخین چند قبروں کی تعیین کے بارے میں جو ذکر کرتے ہیں تو یہ ظن پر مبنی ہے، اس لیے کہ بقیع مسلمانوں کا عام قبرستان ہے۔ اس میں کسی کے لیے کوئی معین اور مخصوص حصہ نہیں ہے اور پھر سیلابوں اور بارشوں سے بقیع جیسے میدانی علاقے کی سطح زمین میں تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔ بقیع کے ساتھ وادیٔ مہزور بھی ہے جو وادیٔ قناۃ تک پہنچ جاتی ہے اور وادی مہزور میں بسا اوقات ایسا سیلاب آتا ہے جس سے اہلِ مدینہ کے ڈوب جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔[3] کیونکہ یہ وادی نبیِ اکرم ﷺ کی مسجد کے نزدیک واقع

---

[1] یہ بات حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے، ملاحظہ فرمائیں: تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دارالھجرۃ، ص: 125. [2] المغانم المطابۃ: 508/2. [3] تاریخ المدینۃ: 168/1.

سب وادیوں سے قریب ہے اور پھر سلف صالح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ ان نصوص شرعیہ کے مطابق عمل کا التزام بھی کرتے تھے جن میں قبروں پر عمارت بنانے اور ان پر لکھنے کی مخالفت ہے۔ شریعت میں قبروں کے ساتھ ارتباط کے بارے میں اس کے سوا کوئی حکم نہیں ہے کہ جب مسلمان ان کی زیارت کے لیے یا قبرستان کے پاس سے گزرے تو قبروں میں مدفون لوگوں کے لیے دعا کرے جبکہ قبروں کے ساتھ ارتباط میں کوئی خاص شرعی مصلحت نہیں ہے۔

زمانے کے گزرنے، لوگوں کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے، نسلوں کے منقطع ہونے اور ان کے مختلف علاقوں میں منتشر ہو جانے کی وجہ سے قبروں کے نشانات مٹ جاتے ہیں اور معین قبر کی جگہ کا معلوم ہونا ممکن نہیں ہوتا، اس لیے مسلمان کے لیے واجب یہ ہے کہ وہ جب بقیع کی زیارت کرے تو اس میں مدفون تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے اور کسی معین حصے کا اس لیے قصد نہ کرے کہ اس میں فلاں شخص کی قبر ہے۔ کیونکہ اسے ثابت کرنا محال ہے الا یہ کہ وہ اس کے کسی قریبی رشتہ دار کی قبر ہو یا کسی ایسی شخصیت کی جسے زمانہ قریب ہی میں دفن کیا گیا ہو۔ جو شخص بھی بقیع کو پہچانے اور اس کی زیارت کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ کسی معین قبر کی جگہ کو معلوم کرنا قطعاً ممکن نہیں ہے۔

مبحث چہارم

شہدائے احد

اُحد میں مدفون شہداء

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد کے مقتولوں میں سے دو کو ایک ہی کپڑے میں جمع کر دیتے تھے اور پھر فرماتے کہ "ان میں سے قرآن مجید کو زیادہ سننے والا (یعنی اسے حفظ کرنے والا) کون ہے۔" جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے لحد میں پہلے اتارتے اور فرماتے کہ "میں ان کے بارے میں گواہ ہوں۔" آپ نے حکم دیا تھا کہ انھیں ان کے خونوں ہی کے ساتھ دفن کیا جائے، آپ نے ان کا جنازہ پڑھا اور نہ انھیں غسل دیا۔ ①

اُحد میں جو شہداء مدفون ہیں ان میں سے حمزہ بن عبدالمطلب، مصعب بن عمیر، جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام، عمرو بن جموح، سعد بن ربیع، خارجہ بن زید، نعمان بن مالک اور عبدہ بن حسحاس رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ ②

ابن نجار نے لکھا ہے کہ "میں کہتا ہوں کہ آج شہداء کی قبروں میں سے صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہی کی قبر معلوم ہے کیونکہ اس پر خلیفہ ناصر لدین اللہ کی ماں نے ایک بڑی عمارت تعمیر کروا دی تھی۔ جہاں تک باقی شہداء کی قبروں کا تعلق ہے تو وہاں کچھ پتھر رکھے ہوئے ہیں جن کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ ان کی قبریں ہیں۔" ③

① صحيح البخاري، حديث: 1347. ② المغازي للواقدي: 310/1. ③ الدرة الثمينة، ص: 99,98.

مطری نے لکھا ہے ”......جبل احد کے قبلے میں ان شہداء کی قبریں ہیں جو احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے شہید ہوئے تھے۔ ان میں سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے سوا اور کوئی قبر معلوم نہیں ہے، البتہ ان کی قبر کے ساتھ ان کے بھانجے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ حضرت حمزہ کی قبر کے شمالی جانب کچھ پتھر رکھے ہوئے ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ شہداء کی قبریں ہیں، اسی طرح آپ کی قبر کے مغربی جانب بھی کچھ پتھر پڑے ہیں اور ان کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ شہداء کی قبریں ہیں لیکن یہ کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ مغازی سے متعلق بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ ان لوگوں کی قبریں ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قحط کے سال میں فوت ہوئے تھے۔“ ①

شہدائے احد کے قبرستان کی زیارت کی مشروعیت

شہدائے احد کے قبرستان کی زیارت مردوں کے لیے مشروع ہے، عورتوں کے لیے نہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے کہ عورتوں کو قبروں کی زیارت کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ تاکہ انھیں سلام کہا جائے اور ان کے لیے دعا کی جائے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ نبیِ اکرم ﷺ نے شہدائے احد کی قبروں کی زیارت کی تھی۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، آپ شہداء کی قبروں کی طرف جانا چاہتے تھے۔ جب ہم حرۂ واقم پر چڑھ گئے اور پھر اس سے نیچے اترے تو ایک طرف قبریں دکھائی دیں، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ ہمارے اصحاب کی قبریں ہیں۔“ پھر جب ہم شہداء کی قبروں کے پاس پہنچ گئے

① التعریف، ص: 125، 126، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت 18 ھ میں زبردست قحط پڑا تھا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ فوت ہوگئے تھے۔ مترجم۔

تو آپ نے فرمایا: ”یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔“ ①

ان قبروں کی زیارت کے لیے کوئی خاص دعا نہیں ہے، لہٰذا یہاں بھی وہی دعا پڑھنی چاہیے جو نبیِ اکرم ﷺ نے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قبروں کی زیارت کے لیے سکھائی تھی۔ اہلِ علم سے بھی شہداء کی قبروں کی زیارت کے سلسلے میں یہی ثابت ہے کہ انھیں سلام کہنے اور ان کے لیے دعا کرنے سے تجاوز نہ کیا جائے۔

ابن شبہ نے اپنی سند کے ساتھ عباد بن ابی صالح سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال شہداء کی قبروں کے پاس جایا کرتے اور یہ فرمایا کرتے تھے:

﴿ سَلَٰمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى ٱلدَّارِ ﴾

”تم پر سلامتی ہو، یہ تمھاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے۔“

راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی ان قبروں کی زیارت کے لیے آیا کرتے تھے، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب حج کے لیے آئے تو آپ نے بھی ان قبروں کی زیارت کی۔ ②

یہ تمام روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ زیارت قبور کے موقع پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سلام اور دعا سے تجاوز نہیں کیا کرتے تھے، لہٰذا مسلمان کے لیے واجب ہے کہ وہ سنت کو لازم پکڑے اور سنت سے تجاوز کر کے ان بدعات کو اختیار نہ کرے جو سنت سے اعراض کے

---

① مسند أحمد: 161/1، و سنن أبي داود، حديث: 2043. ابن عبدالبر نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے، دیکھیے: التمهيد: 245/20. نبیِ کریم ﷺ وقتاً فوقتاً شہدائے احد کی قبروں کے پاس جایا کرتے اور ان کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے شہدائے احد کو ”اپنے بھائی“ اور دوسروں کو ”اپنے اصحاب“ کے لقب سے یاد فرمایا، مترجم۔ ② اسے سمہودی نے (111/3) میں نقل کیا ہے۔

باعث وبال کا سبب بنتی ہیں۔

یہ مذکورہ مقامات مقدسہ، یعنی مسجد نبوی، نبی اکرم ﷺ اور صاحبین کی قبر، روضۂ اقدس، مسجد قباء، قبرستان بقیع اور قبرستان شہدائے احد ہی مدینہ کے وہ مقامات ہیں جن کی شرعاً خصوصیت ثابت ہے۔ ان قبروں کی زیارت مستحب ہے اور ان کے سوا مدینہ کی کسی اور جگہ کی زیارت شرعی طور پر ثابت نہیں ہے۔

مسلمان کو ہمیشہ یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جن مقامات کی زیارت کی اجازت دی ہے صرف انھی کی زیارت، صحیح کیفیت کے ساتھ، مسلمان کے لیے کافی ہے۔

مسلمان کو ان مساجد اور مقامات کی زیارت سے اجتناب کرنا چاہیے جن کی زیارت کے مستحب ہونے، عبادت کے لیے جن کے قصد کرنے اور جن سے تبرک حاصل کرنے کے بارے میں شریعت کا کوئی حکم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسے مقامات ہیں جن کے بارے میں شریعت میں کوئی حکم نہیں اور نہ شریعت نے ان کے بارے میں کوئی ترغیب ہی دی ہے۔ یاد رہے کہ عبادات توقیفی ہیں، لہٰذا اس بات کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جائے یا اس میں کسی بھی قسم کا کوئی اضافہ کیا جائے۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

”جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔“[1]

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 2697، و صحيح مسلم، حديث: 1718.

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

«وَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

''اور جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دیا تو وہ مسترد ہے۔''②

یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان مساجد اور آثار کی جستجو سے منع فرمایا تھا۔ امام عبدالرزاق نے ''مصنف'' میں اپنی سند کے ساتھ معرور بن سوید سے روایت کیا ہے کہ میں مکہ و مدینہ کے درمیان (سفر میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، آپ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور اس میں سورۂ فیل اور سورۂ قریش کی تلاوت فرمائی، پھر آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں اور ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ان کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہاں ایک مسجد ہے، جس میں نبیِ اکرم ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کا سبب بھی یہی تھا کہ انھوں نے اپنے نبیوں کے آثار کو گرجے بنالیا تھا۔ جو شخص کسی بھی مسجد کے پاس سے گزرے اور نماز کا وقت ہو تو وہ اس میں نماز پڑھ لے ورنہ آگے بڑھ جائے۔③

نبیِ اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال نمازیں ادا فرمائیں اور اس سے زیادہ عرصہ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں نمازیں ادا فرمائیں لیکن مدینہ میں آپ کی مسجد اور مسجد حرام کے سوا یہ ثابت نہیں کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان میں سے کسی مقام کو مسجد بنایا ہو جس میں آپ نے نماز ادا فرمائی تھی۔

② صحيح البخاري، حديث: 2697، و صحيح مسلم، حديث: 1718.

③ المصنف لعبد الرزاق: 118/2، نیز ملاحظہ فرمائیں: البدع والنهي عنها لابن وضاح القرطبي، ص: 42،41.

واجب ہے کہ ہر ہر عمل میں نبیِ اکرم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اسے اس طرح سرانجام دیا جائے جس طرح آپ نے اسے ادا فرمایا تھا۔ اگر کسی جگہ کی باقاعدہ تلاش وجستجو کے بعد آپ ﷺ نے اس میں نماز ادا فرمائی تو واجب ہے کہ اس جگہ کی اسی طرح تلاش وجستجو کی جائے جس طرح نبی ﷺ کی اس کے بارے میں کیفیت تھی اور اگر آپ نے کسی جگہ اتفاقاً نماز ادا فرمائی اور اس کا باقاعدہ قصد نہیں کیا تھا تو اس بارے میں آپ کی اتباع واجب ہے، لہٰذا اس میں باقاعدہ قصد وارادہ کے ساتھ نماز ادا کرنے یا اس جگہ قیام کرنے کا اہتمام نہ کیا جائے، کیونکہ اس صورت میں وہ جگہ مقصود بالذات نہیں ہوتی۔ اس قاعدے کی طرف نبی ﷺ نے میدان عرفات میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے رہنمائی فرمائی تھی:

«وَقَفْتُ هٰهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ»

''میں نے یہاں وقوف کیا ہے، جب کہ سارا عرفہ موقف ہے۔''①

اس سے معلوم ہوا کہ خاص وہ جگہ مقصود نہیں تھی جہاں نبی ﷺ نے وقوف فرمایا بلکہ اصل مقصود ومطلوب عرفہ میں وقوف تھا، لہٰذا جو شخص کسی فعل کو اس کیفیت کے مطابق سرانجام دے جسے نبیِ اکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اختیار نہیں فرمایا تھا، تو وہ متبعِ سنت نہیں ہے۔

سعودی عرب کی ''تنظیم کبار علماء'' کی برانچ ''دائمی کمیٹی برائے فتویٰ'' کی طرف مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات کی زیارت کے بارے میں ایک سوال بھیجا گیا جس کا متن حسب ذیل ہے:

اولاً: اس شخص کے بارے میں اسلامی شریعت کا کیا حکم ہے جو مسجد نبوی شریف میں نماز

① صحیح مسلم، حدیث: 1218(149).

ادا کرنے کے لیے آتا ہے اور پھر وہ مسجد قباء، مسجد قبلتین، مسجد جمعہ، مساجد عیدگاہ (مسجد غمامہ، مسجد صدیق اور مسجد علی رضی اللہ عنہما) اور دیگر تاریخی مساجد میں بھی جاتا اور ان میں تحیۃ المسجد کے طور پر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے، تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

ثانیاً: زائر جب مسجد نبوی میں نماز ادا کرے تو کیا وہ فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مدینہ منورہ کی دیگر تاریخی مساجد میں بھی جا سکتا ہے تاکہ وہ ان کے بارے میں معلومات حاصل کر سکے، سلف صالحین کی تاریخ پر غور و فکر کر سکے اور کتب تفسیر و حدیث و تاریخ میں اس نے غزوات اور قبائل انصار کے مکانات کے بارے میں جو پڑھا ہے، مشاہدہ و مطالعہ کے ذریعے سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کر سکے۔ امید ہے آپ مستفید فرمائیں گے؟

کمیٹی نے استفتاء کے مطالعہ کے بعد اس کا حسب ذیل جواب دیا:

اولاً: مدینہ منورہ، حرسها الله تعالىٰ میں موجود مساجد کے بارے میں تتبع و تلاش کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کئی قسمیں ہیں، مثلاً:

پہلی قسم: مدینہ منورہ کی وہ مساجد جن کی بطور خاص فضیلت ثابت ہے اور وہ صرف دو مسجدیں ہیں۔ ① مسجد النبی ﷺ ② مسجد قباء۔

دوسری قسم: مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی عام مساجد۔ ان کی فضیلت وہی ہے جو دیگر عام مساجد کی ہے، یعنی ان کی بطور خاص کوئی فضیلت نہیں ہے۔

تیسری قسم: مسجد جو کسی ایک جہت میں ہے اور نبی اکرم ﷺ نے اس میں نماز ادا فرمائی یا وہ اس جگہ بنائی گئی جہاں نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا فرمائی، مثلاً: مسجد بنی سالم اور عیدگاہ تو ان کے بارے میں بھی کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہے اور قصد و ارادہ کر کے جانے اور

ان میں دو رکعت نماز ادا کرنے کی ترغیب کے بارے میں کوئی دلیل ثابت نہیں ہے۔

چوتھی قسم: وہ نئی مساجد جنھیں نبیِ اکرم ﷺ کے عہد اور خلفائے راشدین کے عہد کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور انھیں زیارت گاہ بنا لیا گیا ہے، مثلاً: مساجد سبعہ، مسجد جبل احد اور دیگر مساجد، تو ان مساجد کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، عبادت وغیرہ کے قصد و ارادہ سے ان میں جانا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ واضح طور پر بدعت ہے اور شرعی اصول یہ ہے کہ ہم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں اور عبادت اس طرح کریں جس طرح اس نے اپنے نبی و رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبانی اس کا طریقہ مقرر فرمایا ہے۔

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اقوال و افعال کو بیان کرنے کا خاص اہتمام کیا بلکہ انھوں نے نبیِ اکرم ﷺ سے متعلق ہر اس چیز حتی کہ قضائے حاجت کو بھی بیان کیا جسے انھوں نے آپ کو سرانجام دیتے ہوئے دیکھا انھوں نے نبیِ اکرم ﷺ کے ہر ہفتہ کے دن مسجد قباء میں تشریف لانے کو بیان کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ آپ نے وفات سے قبل شہدائے احد کی نماز جنازہ بھی پڑھی، گویا آپ انھیں الوداع کہہ رہے ہوں، اسی طرح انھوں نے آپ سے متعلق تمام امور کو بیان کیا جن سے کتب سنت لبریز ہیں۔

ثانیاً: سابقہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ لوگوں کا ان مساجد سبعہ وغیرہ کی طرف جانا تاکہ آثار معلوم کریں، وہاں عبادت کریں، ان کی دیواروں اور محرابوں کو چھوئیں اور ان سے برکت حاصل کریں، بدعت بلکہ شرک کی ایک قسم ہے جو جاہلیت اولیٰ کے کفار کے اس عمل کے مشابہ ہے جو وہ اپنے بتوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ لہٰذا اپنے نفس کے ہمدرد و حریص ہر مسلمان کے لیے واجب ہے کہ وہ اس عمل کو ترک کردے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی

اس کے ترک کرنے کی نصیحت کرے۔

ثالثا: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض کمزور ایمان والے نفوس حجاج کرام اور زائرین کو اجرت لے کر ان بدعی مقامات، مثلاً: مساجد سبعہ وغیرہ کی طرف لے جاتے ہیں تو ان کا یہ کام حرام ہے اور اس کی جو اجرت لیتے ہیں وہ حرام کی کمائی ہے، ایسا کرنے والے کو یہ کام ترک کر دینا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾
''اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، وہ اس کے لیے (رنج و محن سے) مخلصی کی صورت پیدا کرے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے (وہم و) گمان بھی نہ ہو۔''[1]

دائمی کمیٹی برائے فتویٰ کا جواب اختصار کے ساتھ ختم ہوا[2] واللہ اعلم بالصواب.

بہر حال یہ مساجد و مقامات جن کی شریعت سے تخصیص اور زیارت کی ترغیب ثابت نہیں ہے، شرعاً ان کی زیارت کی اجازت نہیں۔ تقرب کی نیت سے ان کی طرف جانا نو ایجاد بدعات میں سے ہے اور اس طرح مسلمان اپنے وقت اور مال کو ایسے کاموں میں صرف کرنے سے بھی محروم ہو جاتا ہے جو اس کے لیے دین و دنیا کے نفع عظیم کا موجب ہوں اور وہ یہ کہ وہ ان مقامات مقدسہ کا التزام کر کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی فضیلت بھی حاصل کرے گا۔

---

① الطلاق 65:2،3

② فتاویٰ و بیانات مہمہ۔ جاری کردہ از تنظیم کبار علماء اور دائمی کمیٹی برائے علمی تحقیقات و افتاء، سعودی عرب (82-90) شائع کردہ دار عالم الفوائد، ریاض۔

اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے اور انھیں خیر و بھلائی، ہدایت اور راہِ راست پر چلنے کی توفیق سے سرفراز فرمائے، بے شک وہی سننے والا اور دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازنے والا ہے۔

تمت بالخير

من مهام الرئاسة العامة
لهيئة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

أولا: إرشاد الناس وتوجيههم، وحثهم على فعل الخير عن طريق الترغيب.

ثانيا: تنبيههم على المنكر، ونهيهم عن الوقوع فيه.

ثالثاً: العمل على ما يحول دون ارتكاب المحرمات والممنوعات شرعاً.

رابعاً: العمل على منع اتباع العادات والتقاليد السيئة والبدع المنكرة.

خامساً: حمل الناس على أداء الواجبات الشرعية.

سادساً: الحرص على أن تظهر هذه البلاد بالمظهر الحسن المشرف اللائق بها، بصفتها قلب العالم الإسلامي وقدوته، ومحط أنظار المسلمين.

الرئاسة العامة لهيئة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر - وكالة التوعية والتوجيه
هاتف ٤٩٠٨٤٨٦ ـ ٤٩٠٧٨١١ فاكس ٤٩٠٨٥٦٦ ـ ٤٩٠٨٠٤١
ص.ب ١٦٠٣٣ الرياض ١١٤٦٤ المملكة العربية السعودية
www.pv.gov.sa